بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ھمارا اسلامیت اور مسلمان ھونے کا شعور کس قدر فعال ، تخلیقی اور اثر آفریں ھے اور جب وہ بیدار ھوتا ، ابھرتا اور عملی راھوں پر ڈال دیا جاتا ھے ، تو وہ اس عالم آب و گل میں کیا کیا معجزات سر انجام دے سکتا ھے ھندوستان کی حالیہ جارحیت کے نتیجے میں ھمارے ھاں جو رد عمل ھوا ، اس کے دوران ھم سب نے اس حقیقت کو نہ صرف دلوں میں محسوس کیا، بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا ۔ ھمارا یہ اسلامی شعور جہاں ھمارے باطن کو منور اور ھمارے نفوس کو پاک کرتا اور ھمیں یقین و طمانیت اور رشد و ھدایت بخشتا ھے ، وھاں اگر خارج میں اس کا کوئی معین اور ٹھوس موضوع اور موطن ھو ، تو وہ اس کے لئے ھر قسم کی قربانی کرنے کا عزم و حوصلہ بھی ھم میں پیدا کر دیتا ھے ۔ اس کا تجربہ ھم سب کو ھو گیا ھے ۔ ایک مسلمان میں اگر اس کے مسلمان ھونے کا یہ شعور نہیں ۔ اور وہ اپنے اندر قوم و ملت کو پیش آنے والے اس قسم کے خطرات میں اپنے اس اسلامی شعور کو اس طرح سر گرم کار نہیں پاتا ۔ تو اسے صحیح معنوں میں مسلمان کہنا مشکل ھو گا ۔ اسی طرح اگر مسلمانوں کا اسلامیت کا یہ شعور صرف تجرید و نظریت ھی کی حدود تک رھے ۔ اور خارج میں اس کا کوئی معین اور ٹھوس موضوع اور موطن نہ ھو کہ وہ اس پر مرتکز ھو سکے ، تو یقیناً اس شعور کی عملی و تخلیقی قوتیں گھٹ کر رہ جائیں گی ۔ اور اس دنیا میں اس کے وہ نتائج نہیں نکلیں گے ، جو اس جیسے فعال ، تخلیقی اور اثر آفریں شعور کے نکلنے چاھئیں ۔

پچھلے دنوں مملکت پاکستان کو موت و زندگی کی جس کشمکش سے گزرنا پڑا ۔ اور دشمن کے مذموم ارادے جس طرح اسے ختم کرنے کے درپے ہوئے ' اس کے پیش نظر یہ سرزمین' اس کی حفاظت اور اس کی بقا ہمارے اسلامی شعور اور ہمارے اسلامیت کے جذبے کا مقصود اصلی بن گئے ۔ اور یہ بالکل فطری بھی تھا ۔ کیونکہ جیسے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر جو نفسی کیفیات ہوتی ہیں ' اس عالم محسوس میں اس نفسی کیفیات کے کچھ عملی مظاہر ہوتے ہیں ۔ اور یہی عملی مظاہر ذریعہ بن جاتے ہیں ان نفسی کیفیت کی تربیت کا ۔ غرض مملکت پاکستان ان معنوں میں ہماری اس نفسی کیفیت کا ' جسے ہم اسلامی شعور کا نام دیتے ہیں ' ایک عملی مظہر ہے ۔ اور اب جس قدر ہم اس کی ترقی و استحکام اور فلاح و بہبود میں کوشاں ہوں گے ' ایک حد تک ہم اپنے اسلامی شعور کو جلا اور فروغ دیں گے ۔ چنانچہ ایمان و عمل اور نظریہ و عمل اسی لحاظ سے ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہوتے ہیں ۔

یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ہم اسلام کو ایک خاص سر زمین اور مخصوص حدود ملک تک محدود کر رہے ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں تک نفس اسلام کا تعلق ہے، وہ اتنا ہی ہمہ گیر ہے' جتنی کہ خود انسانیت ۔ وہ ساری دنیا ، سارے زمانوں اور کل قوموں کے لئے ہے ۔ ہماری مراد تو یہاں پاکستانی مسلمانوں کے اسلامی شعور اور ان کے اسلامیت کے جذبے سے ہے جس کا عملی ظہور ایک دفعہ پاکستان کے قیام کی شکل میں ہوا ۔ اور پچھلے دنوں جب اسی پاکستان کو سخت ترین خطرہ در پیش تھا' تو پھر یہ شعور بروئے کار آیا ، اور اس نے ملت کو پیکر یقین و عمل بنا دیا ۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم میں یہ شعور ایک زندہ اور زندگی بخش حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے ۔ او انفرادی و اجتماعی ہر دو اعتبار سے ہماری یہ سب سے بڑی محرک تخلیقی قوت ہے ۔ اس وقت ہمارے پیش نظر یہ سوال ہے کہ اس شعور ' اس زندہ اور زندگی بخش حقیقت ، اور اپنی اس سب سے بڑی محرک تخلیقی قوت کو کس طرح زیادہ سے زیادہ فعال ' نتیجہ خیز اور مفید بنایا جائے ۔

ہمارے ہاں اس شعور اور جذبے کی کمی نہیں ' ظاہر ہے' اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ' ہمارا یہ شعور زبردست فعالیت اور قوت کا حامل ہو سکتا ہے ' اس کا ثبوت مل چکا ہے ۔ لیکن ان دنوں بعض حلقوں کی طرف سے عوام کےاس اسلامی شعور کو جس طرح پیش کیا جا رہا ہے' اور اسے جن راہوں پر ڈالنے اور اس سے جو کام لینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں ۔ ہمارے نزدیک وہ اچھے اور صحت مند نتائج پیدا نہیں کریں گی ۔ اور اس سے زندگی کو بنانے' سنوارنے اور اسے ترقی دینے والے رجحانات کی پرورش نہیں ہوگی ۔ اور یہ آخر الذکر رجحانات نہ صرف پاکستان کی جذباتی ' ذہنی اور دینی ہم آہنگی میں حارج ہوں گے ' بلکہ انقلاب اکتوبر کے بعد سے یہ مملکت اجتماعی' معاشی ' صنعتی اور سماجی ارتقاء کی جس راہ پر گامزن ہے ' یہ رجحانات اس میں بھی روک بنیں گے ۔ یہ وہی رجحانات تھے ' جو قیام پاکستان کے فوراً بعد ان طبقوں کی اسی قسم کی " اسلامی " اپیلوں اور سرگرمیوں کے نتیجے میں وجود میں آئے تھے ۔ اور کئی سال تک وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ یہاں سرگرم کار بھی رہے ۔ اس دور میں ان رجحانات نے کئی ملک گیر اور عوامی تحریکوں کی شکل اختیار کی اور اس طرح کی تعمیری و تخلیقی صلاحتیں اکثر و بیشتر ان ہنگامہ خیزیوں میں صرف ہوتی رہیں ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ نہ مملکت پاکستان کی اسلامیت کی جڑیں راسخ ہو پائیں اور نہ اس میں صحت مند اسلامی قومیت ہی مضبوط ہوسکی ۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد مسلمانوں میں جس طرح اسلامی شعور ابھرا تھا ، اس کی کچھ کچھ یاد ابھی تازہ ہے۔ اس وقت اس شعور کو بعض جماعتوں نے اس سے غلط مصرف لے کر جس طرح بے کار بنایا ، اہل علم طبقہ اسے بھی نہیں بھولا ہوگا ۔ در اصل یہ شعور ہمارے اس وطن عزیز کی زمین میں ایک ایسا بیج ہے کہ اگر اسے اس آب و ہوا میں نشو و نما پانے دیا جائے اور اس کی صحیح غور و پرداخت ہوتی رہے ۔ تو لازماً یہ بیج بڑھ کر ایک تن آور اور ثمر دار درخت بنے گا ۔ لیکن یہ بیج اگے گا اسی سر زمین میں ۔ یہیں کی مٹی ، پانی اور ہوا سے اسے غذا ملے گی ۔ اور اسی آب و ہوا میں وہ بڑھے گا ،

پھولے اور پھلے گا ۔ یہ بیج خواہ کتنا بھی عمدہ قسم کا ہو ، اس زمین سے زندگی کی تر و تازگی حاصل کئے بغیر محض خلاء میں رہ کر برگ وبار نہیں لا سکتا ۔

یہاں سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین ہونی ضروری ہے کہ اسلامی شعور کے اس بیج کے لئے پاکستانی قومیت ہی وہ زمین ہے ۔ جس میں اسے اگنا اور بار آور ہونا ہے ۔ اور پھر اس بیج کو اسی ماحول اور اسی آب و ہوا میں بڑھنا اور درخت بننا ہے ۔ ہمارے اسلامی شعور کا ایک بڑا مقصد تو اس وطن کو مضبوط اور ترقی یافتہ ویا اقبال بنانا ہونا چاہئے ۔ کیونکہ جتنا یہ وطن مستحکم ہوگا ، اسی قدر اس شعور کو برگ وبار لانے کے مواقع ملیں گے ۔

* ---

بے شک پاکستان کی نظریاتی بنیاد اسلامیت ہے اور وہی اس کے لئے سب سے بڑی محرک قوت ہے ۔ لیکن مملکت پاکستان ایک مادی وجود بھی ہے ۔ خوش قسمتی سے ہمارا مذہب ان مذاہب میں سے نہیں ' جن کے نزدیک روح اور مادہ دو الگ الگ اکائیاں ہیں ۔ اسلام روح اور مادے کی دوئی کا قائل نہیں ۔ وہ انہیں ایک ہی وحدت کے مظاہر مانتا ہے ۔ ہمیں پاکستان کو ایک مادی وجود رکھتے ہوئے اسے ایک نظریاتی مملکت بنانا ہے ۔ اور اسلام کو مانتے ہوئے یہ ہمارے لئے چنداں مشکل نہیں ۔ ضرورت صرف یہ ہے ۔ کہ اس مملکت کے جو مادی تقاضے ہیں ' وہ بھی پورے کئے جائیں ۔ اور اس کے نظریاتی تقاضوں کو بھی بروئے کار لایا جائے ۔ قرآن مجید کی تلقین کردہ دعا ” ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ “ کا یہی عملی مصداق ہے ۔

* ---

پاکستان کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے اور یہ دعویٰ بالکل صحیح ہے ۔ کہ چوں کہ یہ مملکت اسلام کے نام سے بنی ہے ۔ اس لئے اسلام ہی اس کی اساس اور اسلام ہی اس کا نصب العین ہے ۔ اسی صدی میں پاکستان کی طرح ایک اور مسلمان مملکت بھی اسلام کے نام سے بنی ہے اور اسلام ہی اس کی

اساس اور نصب العین ہے۔ اور یہ مملکت سعودیہ عربیہ ہے۔ یہ مملکت ایک خالص دینی تحریک کی بدولت وجود میں آئی، اس تحریک کی قیادت اور اس کے ہم خیالوں کے پیش نظر اس مملکت کا قیام احیائے دین اور خالص احیائے دین کے لئے تھا - اعلی حضرت ابن سعود مرحوم و مغفور نے جب اس مملکت کی بنیاد رکھی، اور اس کے نظم و نسق کو موجودہ زمانے کی ضرورتوں کے مطابق ڈھالنا شروع کیا - تو اسی مملکت کے بعض گروہوں کی طرف سے دین کے نام سے اس نظم و نسق کی مخالفت کی گئی اور ہر اس اقدام کو جو اس نئی مملکت کے استحکام و ترقی کے لئے ضروری تھا - خلاف اسلام قرار دیا گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں انتشار پھیلا ، اور بانی مملکت مجبور ہو گئے کہ یا تو ان گروہوں کے سامنے جھکیں اور ملک کو تباہ ہونے دیں ، یا ان کے خلاف تادیبی کاروائی کریں اور ملک کو آگے بڑھنے کے قابل بنائیں - چنانچہ مرحوم نے آخر الذکر اقدام کیا - مملکت سعودیہ عربیہ مستحکم ہو گئی - اور وہ بتدریج ارتقا کی منزلیں طے کرتی گئی -

اعلیٰ حضرت ابن سعود کے فرزند اعلیٰ حضرت فیصل اب اس مملکت کے سربراہ و فرمانروا ہیں - وہ اپنے نامور باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مملکت کو ترقی کی راہوں پر کس طرح آگے لے جا رہے ہیں۔ اس کی ایک جھلک آپ کو ان جرائد میں ملتی ہے ، جو سعودیہ عربیہ سے شائع ہو رہے ہیں - شاہ فیصل کی زیر قیادت حکومت اور قومی زندگی کے ہر شعبے کو اس طرح منظم کیا جا رہا ہے کہ وہ عہد حاضر کے تقاضوں کو پورا کر سکے - سکول اور کالج کھل رہے ہیں - ملک کے طول و عرض میں بنک قائم ہو رہے ہیں - فلاحی ادارے بنائے جا رہے ہیں - سماجی زندگی بڑی سرعت سے بدل رہی ہے ، اور وہ تمام نفسیاتی رکاوٹیں جو اس ملک کے سماج کا ایک لازمی جزو شمار ہوتی تھیں ، ایک ایک کر کے دور ہو رہی ہیں - اور ایک آزاد اور کھلی اجتماعی فضا وجود میں آ رہی ہے - خدا کے فضل سے سعودی عرب اب بھی ایک اسلامی مملکت ہے اور اس کی اسلامیت تمام دوسرے مسلمانوں ملکوں سے نمایاں ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک ''ماڈرن'' مملکت بھی ہے۔ ماڈرن اپنے اچھے معنوں میں - وہ زمانے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہی ہے ، اور اس

میں شاہ فیصل اس کے قائد و رہبر ہیں ۔

اسلام کا جب ظہور ہوا ' تو اس کے طفیل انسانیت کو سب سے بڑی روحانی ' اخلاقی' تخلیقی اور انقلابی قوت نصیب ہوئی ۔ آج ہم جس قدر زیادہ سے زیادہ اسلام کی اس قوت کو اپنائیں گے ہم اتنے ہی اچھے مسلمان بھی ہوں گے اور اسی قدر اپنی اس مملکت کو مستحکم، ترقی یافتہ اور اقبال مند بنائیں گے ۔

اسلام بحیثیت ایک نظام عقائد کے ، اگلی اور پچھلی تمام سچائیوں کو جامع تھا ۔ اس نے دنیا کو جو اجتماعی و معاشی نظام دیا ، توازن و انصاف اس کا اصل اصول تھا ، اور پھر اس کی بدولت جو سیاسی نظام وجود میں آیا ۔ اس میں وسعت پذیری تھی ۔ زمانے کے نئے سے نئے تقاضوں اور معاشرے کی نئی سی نئی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت تھی ۔ اسلام کا جب آغاز ہوا ، تو وہ دنیا کو آگے لے جانے کی سب سے بڑی قوت تھا ، اور تقریباً ایک ہزار سال تک اسی قوت نے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم بنائے رکھا ۔

آج ہمیں اسلام کی اسی روح کو اپنانا ہے ۔